حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام و فقہی خدمات: ایک تحقیقی مطالعہ

Scholarly Position of Hazrat Ayesha(R.A) and her Contribution to Islamic Jurisprudence: A Research based Study

عائشہ صنوبر*

ABSTRACT

In this article an effort has been made to describe the services of Umm ul Mo'mineen Hazrat Ayesha (R.A.). She (R.A.) was the wife of the Holy Prophet (Allah's mercy and peace be upon him) and the daughter of Hazrat Abī Bakr R.A. She spent her time in learning and acquiring knowledge of the two most important sources of Islam, the Qur'an and the Sunnah of His Prophet (Allah's mercy and peace be upon Him). Hazrat Ayesha.(R.A.) narrated 2210 ahadith, out of which 174 ahadith are commonly agreed upon by Bukhari and Muslim in Sahibain.

Hazrat Ayesha (R.A) is a great scholar and interpreter of Islam, providing guidance to even the greatest of the Companions (R.A.) of the Holy Prophet Muhammad (Allah's mercy and peace be upon Him). She has not only described ahadith and reported her observations of events, but interpreted them for derivation of judgements. Whenever necessary, she corrected the views of the greatest of the Companions of the Holy Prophet (Allah's mercy and peace be upon Him). It is thus recognised, from the earliest times in Islam, that about two-thirds of Islamic Shari'ah are based on reports and interpretations that have come from Hazrat Ayesha (R.A). Hazrat Abu Musa al-Ash'ari (R.A) says:"Never had we (the companions) been in any trouble for the solution of which we asked Hazrat Ayesha(R.A) and did not find some useful information from her".

As a teacher she had a perfect and convincing manner of speech. She is a role model for women. She was an authority on many matters of Islamic Law, especially those concerning women. Her life shows to what extant a Muslim woman can rise.

---

* لیکچرر، شعبۂ اسلامک لاء، کلیہ عربی و علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف (9ق ھ - 58ھ = 613-678ء)[1]

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ زوجہ رسول ﷺ عظیم عالمہ، محدثہ، فقیہہ ہیں۔ آپؓ نے علمی، عملی، اجتماعی، معاشرتی، وعظ و نصیحت اور امت کی اصلاح کے لئے بے انتہاء کام کیا۔ حضرت عائشہؓ کی علمی آبیاری رسول اللہ ﷺ نے کی جس کی بدولت آپؓ ایک بہترین عالمہ بنیں اور علمی میدان میں آپؓ سے فیض یاب ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی (م430ھ)[2] اپنی کتاب "حلية الاولياء" میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا تعارف ان الفاظ میں لکھا ہے:

"عَائِشَةُ زَوْجُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّدِّيقَةُ بِنْتُ الصِّدِّيقِ الْعَتِيقَةُ بِنْتُ الْعَتِيقِ حَبِيبَةُ الْحَبِيبِ وَأَلِيفَةُ الْقَرِيبِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ الْخَطِيبِ الْمُبَرَّأَةُ مِنَ الْعُيُوبِ الْمُعَرَّاةُ مِنَ ارْتِيَابِ الْقُلُوبِ لِرُؤْيَتِهَا جِبْرِيلَ رَسُولَ عَلَّامِ الْغُيُوبِ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا"[3].

(حضرت عائشہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ صدیق کی بیٹی صدیقہ، عتیق کی بیٹی عتیقہ، حبیب ﷺ کی محبوبہ سید المرسلین محمد ﷺ خطیب سے محبت کرنے والی، عیوب سے پاک، دلوں کے شکوک سے عاری، علام الغیوب کے قاصد جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے والی حضرت عائشہؓ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا)۔

علامہ ذہبیؒ (م748ھ)[4] نے "سير أعلام النبلاء" میں حضرت عائشہؓ کا نسب و تعارف ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

"بِنْتُ الإِمَامِ الصِّدِّيْقِ الأَكْبَرِ، خَلِيْفَةِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَبِي بَكْرٍ عَبْدِ اللهِ بنِ أَبِي قُحَافَةَ عُثْمَانَ بنِ عَامِرِ بنِ عَمْرِو بنِ كَعْبِ بنِ سَعْدِ بنِ تَيْمِ بنِ مُرَّةَ بنِ كَعْبِ بنِ لُؤَيٍّ القُرَشِيَّةُ، التَّيْمِيَّةُ، المَكِّيَّةُ، النَّبَوِيَّةُ، أُمُّ المُؤْمِنِيْنَ، زَوجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَفْقَهُ نِسَاءِ الأُمَّةِ عَلَى الإِطْلاَقِ"[٥].

(حضرت عائشہ بنت حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ الرسول (ﷺ) ابو بکر عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عمر کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی کی دختر قریشیہ، تیمیہ، مکیہ، نبویہ ام المؤمنین زوجۃ النبی ﷺ اور علی الاطلاق اس امت کی خواتین میں سے سب سے بڑی فقیہہ تھیں)۔

والدہ کا نام زینب جبکہ کنیت ام رومان تھی۔ آپ کا نام عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ام المؤمنین خطاب، ام عبد اللہ[6] کنیت ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بنت صدیق کے لقب سے بھی مخاطب فرمایا[7]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی

اللہ رب العزت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم ﷺ سے شادی سے قبل ہی رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ خواب بتادیا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہوں گی۔ رسول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا۔ میں نے تین راتیں خواب میں تمہیں دیکھا فرشتہ تمہیں ایک ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لایا اور کہنے لگا: یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ فرشتے نے تمہارے چہرے سے پردہ ہٹایا تو وہ تم تھی۔ اور میں کہتا تھا کہ اگر یہ سب کچھ (خواب) اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اسے پورا کرے[8]۔

امام ترمذیؒ نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ تحریر کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَؓ ، أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ"[9].

(جبرائیل علیہ السلام سبز ریشم کے کپڑے میں ان کی تصویر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور کہا: یہ آپ ﷺ کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں۔ غرض یہ کہ شادی سے قبل ہی اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو بذریعہ خواب مطلع فرمایا تھا)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے نکاح اور رخصتی کے بارے میں فرماتی ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ وَلُعَبُهَا مَعَهَا وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ"[10].

(حضرت عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اس وقت نکاح فرمایا جب میری عمر سات سال تھی اور میری رخصتی اس وقت ہوئی جب میں نو سال کی تھی۔ جبکہ میری گڑیاں بھی میرے ساتھ تھیں اور جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی)۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی تھی[11]۔ دعوت ولیمہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میری شادی پر نہ تو اونٹ ذبح کر کے ولیمہ کیا گیا اور نہ ہی بکری ذبح ہوئی،

یہاں تک کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے پیالے میں کھانا بھیجا۔ اس وقت میری عمر نو سال تھی[12]۔

ہجرت مدینہ

مکہ کے مشرکین کے ظلم و ستم مسلمانوں پر ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ روزانہ صبح یا شام بلا ناغہ ہمارے گھر تشریف لایا کرتے تھے ایک دن خلاف معمول چہرۂ مبارک چادر سے لپیٹے دوپہر کے وقت تشریف لائے۔

اس وقت میں اور حضرت اسماءؓ دونوں بہنیں والد صاحب کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پکار کر آواز دی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ذرا لوگوں کو ہٹا دو۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ یہاں کوئی غیر نہیں آپ ﷺ ہی کے اہل خانہ ہیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دونوں نے مل کر سفر کا سامان تیار کیا[13]۔

نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ہجرت کے بعد حضرت زید بن حارثہؓ اور ان کے فرزند حضرت اسامہؓ اور ان کی بیوی ام ایمنؓ اور نبی کریم ﷺ کی دونوں صاحبزادیاں سیدہ فاطمہؓ اور سیدہ ام کلثومؓ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سیدہ عائشہؓ اور سیدہ سودہؓ اور حضرت ام رومانؓ اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اور ان کے بھائی عبد اللہ بن ابی بکرؓ کا مختصر قافلہ مدینہ منورہ روانہ ہوا[14]۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم مہاجرین مدینہ منورہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار تھی وہ پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں جب پہنچا تو بری طرح بدکنے لگا۔ قریب تھا کہ میں اونٹ سے گر جاتی میری والدہ نے یہ صورت حال دیکھ کر اونچی آواز سے کہا: "عائشہؓ اس کی لگام چھوڑ دو"[15]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر شفقت نبوی ﷺ

نبی کریم ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ ہمیشہ شفقت سے پیش آتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، میری سہیلیاں آجاتیں تو رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے جاتے اور وہ میرے گھر میں کھیلتیں۔ رسول اللہ ﷺ بخوشی اس کی اجازت دیتے[16]۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: عائشہؓ! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ گھوڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کے تو پر نہیں ہوتے۔ میں نے کہا کیوں کیا سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر نہیں تھے[17]۔

نبی کریم ﷺ حضرت عائشہؓ کی دلجوئی کرتے، حبشہ سے ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ وہ لوگ مسجد میں کھیلنے لگے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مجھے چادر سے پردہ میں کر رہے ہیں۔ تاکہ میں پردے کی اوٹ سے انہیں کھیلتا دیکھ سکوں اور آپ ﷺ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک کہ میرا دل کھیل دیکھنے سے نہ بھر گیا(18)۔

غرض یہ کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہمیشہ شفقت و کرم کا معاملہ فرمایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ جہاد اور خدمات

اسلام دین فطرت ہے اور اسلام میں خواتین کے لئے احکام ان کی قوت و استعداد، جسمانی ساخت اور طبعی تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر دیئے گئے ہیں تاکہ ان کے لئے عمل کرنا آسان ہو۔ میدان جہاد میں خواتین بیماروں کی تیمارداری، زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کی خدمات دیتیں تھیں۔ اور عملی طور پر عورت کی روبرو لڑائی میں شرکت اضطراری حالت میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیدہ ام عمارہ نسیبہ (19) بنت کعب رضی اللہ عنہا نے غزوۂ احد میں باقاعدہ لڑائی میں شرکت کی(20)۔

حضرت انس بن مالکؓ21 بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ وہ زخمی مجاہدین کو پانی پلانے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔ اپنی کمر پر مشکیزے اٹھائے ہوئے بڑی تیز رفتاری سے پانی بھر کر زخمی مجاہدین کو پلا رہی ہیں۔ میدان جہاد میں انہوں نے یہ خدمت بار بار سرانجام دی(22)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے براءت الٰہی

غزوۂ بنی مصطلق شعبان 5 ہجری میں سفر کا قرعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نکلا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ساتھ سفر کے لئے روانہ ہوئیں۔ اس غزوہ کے بارے میں ابن سعدؒ نے لکھا ہیں کہ "وَخَرَجَ مَعَهُ بَشَرٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ لَمْ يَخْرُجُوا فِي غَزَاةٍ قَطُّ مِثْلَهَا"(۲۳).

(اس سفر میں منافقین کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی جو کہ کسی دوسرے غزوہ میں نہیں ہوئی)۔

عبداللہ بن ابی(24) رئیس المنافقین بھی غزوۂ بنی مصطلق میں شریک تھا اور انتشار کے مواقع ڈھونڈ رہا تھا تاکہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال سکے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر میرا ہار گم ہو گیا۔ پس میں لشکر سے پیچھے رہ گئی اور جسامت کے ہلکا ہونے کی بناء پر کجاوہ باندھنے اور اٹھانے والوں کو معلوم نہ ہو سکا۔ جب وہ کوچ کر چکے تو حضرت صفوان بن معطلؓ نے میرے لئے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور لے کر چل دیئے یہاں تک کہ قافلے کے

اترنے کے بعد قافلے کے ساتھ ملا دیا۔ پس میرے متعلق ہلاک ہوئے جو ہوئے میں تو ایک ماہ بیمار پڑ گئی۔ آپ ﷺ پوچھتے کہ تیرا کیا حال ہے؟ مجھے آپ ﷺ کی طرف سے شفقت کا وہ انداز نظر نہ آیا جو پہلے تھا۔ یہاں تک کہ میرے والد کی خالہ ام مسطحؓ کا پاؤں ایک دن کسی چیز سے اٹک کر لڑکھڑا گیا تو ان کی زبان سے نکلا: "تعس مسطح" (مسطحؓ ہلاک ہو گیا) میں نے ان کی بات کو غلط قرار دیا تو اس نے مجھے بہتان کی اطلاع دی جب میں نے سنا تو میری بیماری میں اضافہ ہو گیا اور اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت لے لی۔ میرے آنسو تھمتے نہ تھے۔ آنکھوں میں نیند نہ آتی تھی۔ میرے ماں باپ کا خیال تھا کہ یہ آنسو میرے جگر کو پھاڑ دیں گے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "إبشري يا حميراء!" اے حمیرا! خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت اتار دی[25]۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَاۗءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ﴾[26]

(جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھنا۔ بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ ان میں سے جس شخص نے گناہ کا جتنا حصہ لیا اس کے لئے اتنا ہی وبال ہے۔ اور جس نے ان میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کو بڑا عذاب ہو گا۔ جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا۔ اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے)

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی کتاب (قرآن مجید) کی ان آیات کو اتار کر بری الذمہ قرار دیا۔ یہ آیات رہتی دنیا تک پڑھی جاتی رہی گئیں۔ ذرا توجہ تو کرو کس قدر واضح کیا اور ان کی براءت کو کس شان سے بیان کیا ہے اور تمام باتیں اپنے رسول ﷺ کے مرتبہ عالی کو ظاہر کرنے اور آپ ﷺ کے گھر والوں کے مقام کی نزاکت پر متنبہ کرنے کے لئے ہیں[27]۔ ابو عمرو بن عیسی حضرت عائشہؓ کی شان میں لکھتے ہیں:

ـــہ إنِّيَ أقُولُ مُبَيِّنًا عَنْ فَضْلِها ..... ومُتَرْجِمًا عَنْ قَوْلِها بِلِسانِي
يا مُبْغِضِي لا تَأْتِ قَبْرَ مُحَمَّدٍ ... فالبَيْتُ بَيْتِي والمكانُ مَكانِي
إنِّي خُصِصْتُ على نِساءِ مُحَمَّدٍ ... بِصِفاتِ بِرٍّ تَحْتَهُنَّ مَعانِي
وَسَبَقْتُهُنَّ إلى الفَضائِلِ كُلِّها ... فالسَّبْقُ سَبْقِي والعِنانُ عِنانِي
زَوْجِي رَسولُ اللهِ لَمْ أَرَ غَيْرَهُ .... اللهُ زَوَّجَنِي بِهِ وحَبانِي

وَأَتَاهُ جِبْرِيلُ الأَمِينُ بِصُورَتِي ..... فَأَحَبَّنِي المخْتَارُ حِينَ رَآنِي

وأنا ابْنَةُ الصِّدِّيقِ صاحِبِ أَحْمَدٍ .. وحَبِيبِهِ فِي السِّرِّ والإعلانِ

وتَكَلَّمَ اللهُ العَظِيمُ بِحُجَّتِي .... وَبَرَاءَتِي فِي مُحْكَمِ القُرْآنِ

واللهُ فِي القُرْآنِ قَدْ لَعَنَ الذي ..... بَعْدَ البَرَاءَةِ بِالقَبِيحِ رَمَانِي

واللهُ خَفَّرَنِي وعَظَّمَ حُرْمَتِي .... وعلى لِسَانِ نَبِيِّهِ بَرَّانِي

واللهُ وَبَّخَ مَنْ أَرَادَ تَنَقُّصِي .... إِفْكًا وسَبَّحَ نَفْسَهُ فِي شَانِي (۳۸)

1۔ میں ان کے فضائل بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں میں مترجم کی حیثیت سے ان کی باتوں کو اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں۔

2۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں: اے مجھ سے بغض رکھنے والے! محمد رسول ﷺ کی قبر مبارک اطہر پر بھی نہ آیا کر کیونکہ وہ گھر میرا گھر ہے، وہ جگہ میری جگہ ہے۔

3۔ مجھے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جو کہ بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔

4۔ میں فضائل و مناجات کے اعتبار سے تمام خواتین پر سبقت رکھتی ہوں۔ سبقت میرا مقدر ہے اور باگ ڈور میرے ہاتھ میں ہے۔

5۔ میرا خاوند اللہ کا رسول ﷺ ہے۔ میں نے ان کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔ اللہ نے میری ان کے ساتھ شادی

کرائی اور مجھے بطور نعمت ان کو عطا کیا۔

6۔ حضرت جبرائیل علیہ اسلام میری تصویر آپ ﷺ کے پاس لائے ۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھ کر پسند کیا۔

7۔ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں جو احمد مجتبیٰ کے ساتھی ہیں۔ اور آپ ﷺ اللہ کے رازوں میں بھی اور اعلانیہ طور پر بھی حبیب ہیں۔

8۔ اللہ عظیم وبرتر نے قرآن مجید میں میری براءت کا اعلان کر کے میری حجت قائم کر دی۔

9۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس شخص پر لعنت بھیجی ہے جس نے میری براءت کے بعد مجھ پر کیچڑ اچھالا۔

10۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ اسلام کی زبانی مجھے الزام سے بری کر کے مجھ پر اپنا فضل و کرم کیا اور میری عظمت کو دوبالا کر دیا۔

11۔ جس نے بہتان کے ذریعے میری توہین کا ارادہ کیا اللہ نے اس کو زجر و توبیخ کی اور میری شان میں اپنی ذات کی تسبیح و تقدیس بیان کی۔

امام قرطبیؒ[29] براءت (عائشہؓ) سے متعلق آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ التَّحْقِيقِ: إِنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا رُمِيَ بِالْفَاحِشَةِ بَرَّأَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ صَبِيٍّ فِي الْمَهْدِ، وَإِنَّ مَرْيَمَ لَمَّا رُمِيَتْ بِالْفَاحِشَةِ بَرَّأَهَا اللَّهُ عَلَى لِسَانِ ابْنِهَا عِيسَى صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّ عَائِشَةَ لَمَّا رُمِيَتْ بِالْفَاحِشَةِ بَرَّأَهَا اللَّهُ تَعَالَى بِالْقُرْآنِ،فَمَا رَضِيَ لَهَا بِبَرَاءَةِ صَبِيٍّ وَلَا نَبِيٍّ حَتَّى بَرَّأَهَا اللَّهُ بِكَلَامِهِ مِنَ الْقَذْفِ وَالْبُهْتَانِ[30].

(بعض اہل تحقیق کہتے ہیں ، کہ سیدنا یوسف علیہ اسلام پر جب بد کرداری کا الزام لگایا گیا تو پنگھوڑے میں پڑے ہوئے ایک بچے کی زبانی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بری کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جب سیدہ مریم علیہ السلام پر الزام لگا تو انہیں ان کے بیٹے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی بری ہونے کا موقع فراہم کیا اور وہ اس وقت بولے جب بولنے کی عمر نہیں تھی۔ لیکن جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی براءت کا اعلان اپنے کلام مجید میں فرمایا)۔

آیات تیمم کا نزول

حضرت عائشہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتی ہیں کہ ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ہمراہ تھے، ہم جب بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈھونڈنے کے لئے قیام کر دیا، لوگ بھی آپ کے ہمراہ ٹھہر گئے، اس مقام میں کہیں پانی نہ تھا، لہذا لوگ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس میری شکایت کرنے گئے ،تو حضرت ابو بکرؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر میرے زانو پر رکھے سو رہے تھے، تو انہوں نے کہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب لوگوں کو ٹھہرا لیا، ان کے پاس پانی نہیں ہے، عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابو بکرؓ مجھ پر غصہ ہوئے اور جو کچھ اللہ نے چاہا انہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے کولہے میں کونچہ دینے لگے، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے آرام فرمارہے تھے، اس وجہ سے میں حرکت نہ کر سکی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو پانی نہ تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی، سب نے تیمم کیا، اسید بن حضیرؓ نے کہا کہ اے آل ابو بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے، کہ جس سے مومنین فیض یاب ہوئے ہیں، بلکہ اس سے قبل بھی فیض پہنچ چکا ہے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں تھی، اس کو ہٹایا تو اس کے نیچے ہار (بھی) مل گیا[31]۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَته عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (32)

(اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمم) کر لو۔ خدا تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے۔ تاکہ تم شکر کرو)۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مناقب و فضائل

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا۔ مختلف علمی مجالات میں آپؓ کی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ آپؓ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں چند ایک درج ذیل ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت جبرائیل کا سلام

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی

کریم ﷺ کی زبانی آپؓ کو سلام کیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَوْمًا: "يَا عَائِشَ! هٰذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ" فَقُلْتُ:

"وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَاأَرَى" تُرِيدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (33).

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشؓ! یہ جبرائیل علیہ اسلام آپؓ کو سلام کہتے ہیں۔ آپؓ نے کہا۔ انھیں بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں ان پر، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ جو کچھ دیکھتے ہیں ہم نہیں دیکھ پاتے)۔

تمام خواتین پر فضیلت

حضرت عائشہؓ کی یہ خوش قسمتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے بارے میں فرمایا: قال النبي صلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: فَضْلُ عائِشَةَ عَلَى النساءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطعام (34) (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام خواتین پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے)

وحی کانزول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کے سوا کسی دوسری ام المؤمنین کے بستر پر وحی نازل نہیں ہوئی[35]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات و تدفین

حضرت عائشہؓ تاحیات دین اسلام کے فروغ و تعلیم و اشاعت میں مشغول رہیں آپؓ کی وفات کے بارے میں روایت ہے: تُوُفِّيَتْ عَائِشَةُ لَيْلَةَ الثُّلاثَاءِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَخَمْسِينَ وَدُفِنَتْ مِنْ لَيْلَتِهَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتٌّ وَسِتِّينَ سَنَةً[36].

حضرت عائشہؓ نے منگل کی شب 17 رمضان المبارک 58 ہجری میں رحلت فرمائی۔ اسی رات نماز عشاء کے وتر کے بعد انھیں دفن کر دیا گیا۔ وفات کے وقت ان کی عمر چھیاسٹھ برس تھی۔ اور آپؓ کی نماز جنازہ ابوہریرہؓ نے پڑھائی۔ حضرت عائشہؓ عوام و خواص میں یکساں مقبول تھیں اور نبی کریم ﷺ کو آپؓ سے بہت محبت تھی آپؓ کے وصال کے موقع پر ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: "وَاللهِ لَقَدْ كَانَتْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أباها"[37] (اللہ کی قسم ! وہ رسول اللہ ﷺ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھیں، سوائے ان کے باپ کے)۔

آپؓ کے انتقال کی خبر سن کر لوگوں کا ایک جم غفیر اُمڈ آیا مدینہ منورہ کا ہر فرد بلکہ پوری مملکت اسلامیہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے غم میں نڈھال تھی۔ اہل مدینہ سے حضرت عائشہؓ کی وفات کے غم کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیا گیا کہ ایسا غم تھا جیسے ماں کے مرنے کا غم ہوتا ہے[38]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علمی مقام

اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کو اعلیٰ علمی مقام سے نوازا اور آپؓ کی تعلیم و تربیت خود نبی کریم ﷺ نے کی اور حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ کی بابرکت ذات گرامی سے فیض اٹھایا۔ حضرت عروہ بن زبیرؒ مفتیٔ مدینہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علمی مقام کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لَقَدْ صَحِبْتُ عَائِشَةَ، فَمَا رَأَيْتُ أَحَداً قَطُّ كَانَ أَعْلَمَ بِآيَةٍ أُنْزِلَتْ، وَلاَ بِفَرِيْضَةٍ، وَلاَ بِسُنَّةٍ، وَلاَ بِشِعْرٍ، وَلاَ أَرْوَى لَهُ، وَلاَ بِيَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ العَرَبِ، وَلاَ بِنَسَبٍ، وَلاَ بِكَذَا، وَلاَ بِكَذَا، وَلاَ بِقَضَاءٍ، وَلاَ طِبٍّ مِنْهَا. فَقُلْتُ لَهَا: يَا خَالَةُ، الطِّبُّ مِنْ أَيْنَ عُلِّمْتِهِ؟! فَقَالَتْ: كُنْتُ أَمْرَضُ، فَيُنْعَتُ لِيَ الشَّيْءُ، وَيَمْرَضُ المرِيْضُ، فَيُنْعَتُ لَهُ، وَأَسْمَعُ النَّاسَ يَنْعَتُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ، فَأَحْفَظُهُ"[39].

(میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت میں رہا۔ میں نے کبھی کسی کو کسی آیت، کسی فرض و سنت ،کسی شعر، کسی لڑائی کسی حسب و نسب، کسی فیصلے یا طب میں آپؓ سے بڑا عالم یا روایت کرنے والا نہیں دیکھا ۔میں نے پوچھا خالہ جان طب آپؓ نے کہاں سے سیکھی؟ تو فرمایا میں بیمار ہو جاتی تو میرے علاج کے لئے کوئی چیز بیان کی جاتی، کوئی اور بیمار ہو جاتا اور اس کے لئے کوئی دوائی بیان کی جاتی اور میں لوگوں سے سنتی کہ بعض بعض کو دوائی کے بارے میں بتاتے ہیں تو میں اسے زبانی یاد کر لیتی)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وسعت علمی کو امام زہریؒ [40] نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "لَوْ جُمِعَ عِلْمُ عَائِشَةَ إِلَى عِلْمِ جَمِيعِ النِّسَاءِ، لَكَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَفْضَلَ"[41] (اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم کا تمام عورتوں کے علم سے موازنہ کیا جائے تو سیدہ عائشہؓ کا علم بڑھ کر ہو گا)۔

صحابہ کرامؓ اپنے مسائل کو پوچھنے کے لئے حضرت عائشہؓ سے رجوع کیا کرتے تھے۔ بردہ بن ابی موسی اپنے والد حضرت ابو موسی اشعریؓ سے بیان کرتے ہیں: "مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا"[42].

(ہم اصحابؓ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کسی مسئلہ میں کوئی مشکل پیش آئی ہم نے اس مسئلہ کے بارے میں سیدہ عائشہؓ سے پوچھا تو ہم نے اس کا علم ان کے پاس پایا)۔

حضرت عائشہؓ کو نبی کریم ﷺ کی شب و روز صحبت میسر تھی، اور آپ ﷺ سے دینی علوم کے سینکڑوں مسائل سنتی تھیں۔ آپؓ کا حجرہ مبارک مسجد نبوی ﷺ سے متصل تھا، نبی کریم ﷺ کی تعلیم وارشاد کی بابرکت مجالس مسجد نبوی ﷺ میں ہوتیں اور ادھر حضرت عائشہؓ ان علم و حکمت کی باتوں اور احکام کو یاد رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ سے سوالا جوابا بھی علم حاصل کرتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سے علمی نکات سمجھنے کے لئے آپ ﷺ سے سوال پوچھتیں اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال پوچھنے پر سینکڑوں مسائل امت مسلمہ کے سامنے واضح ہوئے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ: "لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتٰبَه بِيَمِيْنِه فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾ قَالَ: ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ"[43].

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کا حساب کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کر دے کیا اللہ عز و جل یہ نہیں فرماتا: ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَه بِيَمِيْنِه فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ [44] (جو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا) آپ نے فرمایا یہ نامہ اعمال پیش کرنے کا بیان ہے جو ان کے سامنے پیش کیا جائے گا اور جس کے حساب میں تفتیش کی جائے گی وہ ہلاک ہو جائے گا)۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون کی آیت ہے:﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ﴾[45] (اور جو دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

اس آیت کے سمجھنے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اشکال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جن سے زنا، چوری اور شراب نوشی ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کے دل میں خوف الٰہی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے صدیقؓ کی لڑکی یہ وہ نہیں بلکہ یہ وہ ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، صدقے کرتے ہیں۔ لیکن قبول نہ ہونے سے ڈرتے ہیں۔ یہی ہیں جو نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں[46]۔

اسی طرح ایک حدیث حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَ: لَيْسَ ذَلِكِ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ، أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ، وَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ، كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ، وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ"[47].

(آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے۔ اور جو شخص اس کی ملاقات کو ناگوار سمجھتا ہے۔ اس کو بھی اس سے ملنا ناگوار ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا! یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے موت کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب مؤمن اللہ رب العزت کی رحمت، خوشنودی اور جنت کا حال سنتا ہے تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کو بھی اس سے ملنا پسند ہوتا ہے۔ اور کافر جب اللہ کے عذاب اور ناراضگی کے واقعات سنتا ہے۔ تو اسے خدا کے سامنے جانے سے نفرت ہوتی ہے۔ پھر خدا بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے)۔

غرض اس طرح کے بے شمار سوالات ہیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گہرے علمی انہاک واستدراک پر دلالت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت اور علمی مقام کا اندازہ آیات تخییر کے نزول پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرنے سے ہوتا ہے۔ آیت مبارکہ یہ ہے: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾[48]

(اے نبی ﷺ اپنی بیویوں سے کہ دو کہ اگر تمہاری مراد زندگانی، دنیا اور زینت دنیا ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ چھوڑ دوں)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس آیت مبارکہ کے اترتے ہی اللہ کے نبی ﷺ میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ میں ایک بات کا آپؓ سے ذکر کرنے والا ہوں۔ آپؓ جواب میں جلدی نہ کرنا، اپنے ماں باپ سے مشورہ کر کے جواب دینا۔ یہ تو آپ ﷺ جانتے ہی تھے کہ ناممکن ہے کہ میرے والدین مجھے آپ ﷺ سے جدائی کا مشورہ دیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ میں نے فوراً جواب دیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس میں ماں باپ سے مشورہ کرنے کی کون سی بات ہے۔ مجھے اللہ پسند ہے، اس کے رسول ﷺ پسند ہیں اور آخرت کا گھر پسند ہے۔ آپ ﷺ کی تمام بیویوں نے وہی کہا جو میں نے کہا تھا[49]۔

درج بالا واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کم سن ہونے کے باوجود سب سے پہلے تخییر کی آیات سنائی اور اختیار بھی دیا۔ جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت عقلمندانہ فیصلہ کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چنا اور آخرت کے بہترین گھر کو اپنایا۔

حضرت امام زہریؒ سے روایت ہے: "لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هَذِهِ الأُمَّةِ فِيهِنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَكْثَرَ مِنْ عِلْمِهِنَّ"[50] (اگر اس امت کی تمام عورتوں اور ازواج مطہرات کا علم جمع کیا جائے۔ تو پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے زیادہ ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو میراث کے مسائل میں بہت مہارت حاصل تھی یہی وجہ ہے کہ اکابر صحابہ کرام بھی آپؓ کی طرف میراث کے مسائل کے لئے رجوع کرتے تھے۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ[51] فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور ﷺ کے اکابر صحابہؓ اور شیوخ کو دیکھا جو عمر میں بوڑھے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے متعلق معلومات لیا کرتے تھے[52]۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں[53]: "وَاللهِ مَا رَأَيْتُ خَطِيبًا قَطُّ أَبْلَغَ وَلَا أَفْطَنَ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا"[54]۔ (اللہ کی قسم میں نے کسی بھی خطیب کو حضرت عائشہ سے بڑھ کر بلیغ وذہین نہیں دیکھا۔

عطاء بن ابی رباح[55] فرماتے ہیں: "كَانَتْ عَائِشَةُ، أَفْقَهَ النَّاسِ وَأَعْلَمَ النَّاسِ وَأَحْسَنَ النَّاسِ رَأْيًا فِي الْعَامَّةِ"[56]۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ، عالمہ تھیں اور رائے دینے میں اچھی تھیں)۔

حضرت عائشہؓ علم کی ترویج و اشاعت کے لئے تاحیات سرگرم عمل رہیں۔ عائشہ بنت طلحہؒ[57] بیان کرتی ہیں: "قُلْتُ لِعَائِشَةَ وَأَنَا فِي حِجْرِهَا وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ"[58](حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہر شہر سے لوگ (حصول علم) کے لئے آیا کرتے تھے)۔

ابن عماد حنبلیؒ نے مدینہ کے فقیہ حضرت عروہ بن زبیرؒ اور مشہور محدث حضرت قاسم بن محمدؒ[59] کے متعلق لکھاہے: اور یہ دونوں (عروہ بن زبیر اور محمد بن قاسم) ان لوگوں میں سے ہیں جہنوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اخذ و استفادہ کیا اور جو ان کے اقوال سے کبھی تجاوز نہیں کرتے تھے اور ان ہی کے اندر رہ کر مسائل کا استنباط کرتے تھے[60]۔

حافظ ابن حجرؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی خدمات کے بارے میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے بہت باتیں یادرکھیں اور آپ ﷺ کے بعد تقریباپچاس سال زندہ رہیں اور لوگوں نے ان سے بہت زیادہ اخذ و استفادہ کیا اور بہت سے احکام و آداب ان سے نقل کئے حتی کہ کہا جاتا ہے کہ شریعت کے ایک چوتھائی احکام ان سے منقول ہیں[61]۔

حافظ ابن حجرؒ نے ایک دوسرے مقام پر حضرت عائشہؓ سے حدیث کا استفادہ کرنے والے اٹھاسی افراد کے نام شمار کرنے کے بعد لکھاہے کہ ان کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد نے حضرت عائشہؓ سے حدیث روایت کی ہے[62]۔

حضرت عائشہؓ کی فقہی خدمات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم فقہ میں اعلیٰ مقام ہے۔ علم تفسیر، حدیث کی طرح فقہ میں بھی حضرت عائشہؓ کی گراں قدر خدمات ہیں۔ علامہ زرکشیؒ نے لکھا ہے: "فَحُمِلَ عَنْهَا رُبُعُ الشَّرِيعَةِ"[63] حضرت عائشہؓ سے ایک تہائی شرعی احکام منقول ہیں۔

مکثرین فتویٰ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار مکثرین فتویٰ یعنی کثرت سے فتویٰ دینے والوں میں ہوتا ہے ۔مکثرین فتویٰ صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کی تعداد سات ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

2- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

3- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

4- سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

5- سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

6- سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

7- سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ[64]۔

عہد خلفائے راشدین میں فتویٰ کا منصب

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گراں قدر علمی خدمات سرانجام دیں۔ اور خلافت راشدہ میں آپؓ فتویٰ دیا کرتی تھیں۔ اور معاشرے میں لوگوں کو شرعی احکام سے آگاہ کرتی تھیں۔ لوگوں کو روزمرہ کے مسائل کا قرآن و سنت کی روشنی میں حل بتاتی تھیں۔ حضرت قاسمؒ کا قول ہے۔

كَانَتْ عَائِشَة قَدِ اسْتَقَلَّتْ بِالْفَتْوَى فِي خِلافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَهَلُمَّ جَرًّا إِلَى أَنْ مَاتَتْ يَرْحَمُهَا اللَّهُ[65].

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عہد خلافت (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) میں فتاویٰ دیئے اور اپنی وفات تک یہ خدمت سرانجام دیتی رہیں۔

صرف یہی نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا عامة الناس کی رہنمائی فرماتی تھیں بلکہ بڑے جلیل القدر صحابہ کرامؓ بھی آپ رضی اللہ عنہا سے مسائل دریافت کرتے یہاں تک کہ خلیفۂ وقت بھی آپ سے مسائل پوچھتے تھے

وَكَانَتْ عَائِشَة تُفْتِي فِي عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ بَعْدَهُ يُرْسِلانِ إِلَيْهَا فَيَسْأَلانِهَا عَنِ السُّنَنِ[66]

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمرؓ کے دور خلافت اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں فتوی
دیا کرتی تھیں)۔ اور یہ دونوں حضرات لوگوں کو آپ کی طرف بھیج کر آپ سے احادیث دریافت کرتے تھے
۔ حضرت عائشہؓ کے علمی مقام کے بارے میں قبیصہ بن ذوئیب [67] فرماتے ہیں: "كَانَتْ عَائِشَةُ أَعْلَمَ النَّاسِ يَسْأَلُهَا أَكَابِرُ الصَّحَابَةِ" [68] (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں میں زیادہ جاننے والی تھیں۔ اکابر صحابہ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے)۔

حضرت عائشہؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے علم الانساب سیکھا جو کہ عرب کے ماہر الانساب تھے [69]۔

آپؓ کے والد محترم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے قریبی ساتھی اور اولین اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے اور یہی وجہ ہے کہ علم سے لگاؤ آپؓ کو ورثے میں ملا۔ اور پھر نبی کریم ﷺ سے شادی کے بعد خانۂ نبوت میں منتقل ہو گئیں۔ جہاں آپؓ کی تعلیم و تربیت خود نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔ آپؓ بچپن ہی سے ذہین، فطین، بیدار مغز تھیں اور کثرت سے سوال پوچھتیں دین کو سمجھنے کی کوشش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپؓ کو قرآن و حدیث، فقہ، حوادث اور اسلام کے دیگر علوم میں مہارت حاصل ہو گئی اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر حضرت عائشہؓ کو علمی برتری تھی۔

حضرت عائشہؓ سے استفتاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بلند پایہ فقیہہ تھیں۔ آپؓ کی فقاہت کا یہ عالم تھا کہ کبار صحابہ کرامؓ کے دور خصوصاً عہد خلفائے راشدین میں فتوی دیا کرتی تھیں۔ علم الفرائض میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خاص مہارت حاصل تھی۔ اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ آپؓ سے میراث کے مسائل پوچھا کرتے تھے۔

وَأَمَّا عَائِشَةُ فَكَانَتْ مُقَدَّمَةً فِي الْعِلْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَكَانَ مِنَ الْآخِذِينَ عَنْهَا قَالَ مَسْرُوقٌ: لَقَدْ رَأَيْت مَشْيَخَةَأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَهَا عَنْ الْفَرَائِضِ [70].

(اور حضرت عائشہؓ علم الفرائض، احکام، حلال و حرام کو جاننے میں سب سے بڑھ کر تھیں اور لوگ ان سے علمی استفادہ کرتے۔ مسروق سے روایت ہے کہ "میں نے مشائخ اصحاب رسول ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علم الفرائض کے متعلق سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد

حضرت عائشہؓ سے احکام دین سیکھنے والی جماعت کی تعداد 200 کے قریب ہے جس میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کرام شامل ہیں (71)۔

اگرچہ حضرت عائشہؓ سے علم حاصل کرنے والے کثیر تعداد میں ہیں تاہم چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

ابراہیم بن یزید النخعی، ابراہیم بن یزید بن التیمی، اسحاق بن طلحہ، اسحاق بن عمر، اسود بن یزید، ایمن مالکی ثمامہ بن حزن، جبیر بن نضیر، جمیع بن عمیر، حارث بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ المغزوحی، حارث بن نوفل حسن، حمزہ بن عبد اللہ بن عمر، خالد بن سعد، خبیب بن عبد اللہ بن زبیر، خلاس الھجری، خیار بن سلمہ، خثیمہ بن عبد الرحمن، ذکوان سحان حضرت عائشہؓ کے غلام ذکوان، ربیعۃ الحرشی، زاذان ابی عمر الکندی، زرارۃ بن اوفی، زر بن جیش، زید بن خالد الجہینی، سالم بن عبد اللہ، سائب بن یزید، سعد بن ہشام، سعید المعتبری، سعید بن العاص، سعید بن المسیب، سلمان بن یسار، سلمان بن بریدہ، شریح بن اطاۃ، شریح بن ھانی شریق الھوزنی، شقیق ابووائل، شھر بن الحوشب، صالح بن ربیعہ بن ھربر، صعصعۃ عم الاحنف، طاووس، طلحۃ بن عبد اللہ التیمی، عابس بن ربیعۃ، عاصم بن حمید اسکونی، عامر بن سعد، الشعبی، عباد بن عبد اللہ بن الزبیر، عبادہ بن الولید، عبد اللہ بن بریدہ، ابوالولید عبد اللہ بن حارث البصری، ابن الزبیر، عروہ بن الزبیر، عبد اللہ بن شداد اللیثی، عبد اللہ بن شقیق، عبد اللہ بن شہاب الخولانی، عبد اللہ بن عامر بن ربیعۃ، ابن عمر، ابن عباس، عبد اللہ بن فروخ، عبد اللہ بن ابی ملیکۃ، عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمیر، عبد اللہ بن حکیم، عبد اللہ بن ابی قیس، عبد اللہ اور قاسم (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے بیٹے) عبد اللہ بن ابی عتیق محمد، عبد الرحمن (آپؓ کا بھتیجا) عبد اللہ بن واقد العمری، آپ کا رضائی بھائی عبد اللہ بن یزید، عبد اللہ الھبی، عبد الرحمن بن اسود، عبد الرحمان بن حارث بن ہشام، عبد الرحمن بن سعید بن وھب الھمدانی، عبد الرحمن بن شمالہ، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سابط الجمعی، عبد العزیز والد بن جریج، عبید اللہ بن عبد اللہ، عبید اللہ بن عیاض، عروہ المزنی، عطاء بن ابی رباح، عطاء بن یسار، عکرمہ، علقمہ، علقمہ بن وقاص، علی بن الحسین، عمرو بن سعید الاشرق، عمرو بن شرجیل، عمرو بن غالب، عمرو ابن میمون، عمران بن حطان، عوف بن الحارث، عیاض بن عروہ، عیسی بن طلحہ، عفیف بن الحارث، فروہ بن نوفل، القعقاع بن حکیم، قیس بن ابی حازم، کثیر بن عبید الکوفی، کریب مالک بن ابی عامر، مجاہد، محمد بن ابراہیم التیمی، محمد بن الاشعت، محمد بن زیاد الجمعی، ابن سیرین، محمد بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام، مولی ابن عباس، موسی بن طلحہ، میمون بن ابی شبیب، میمون بن مہران، نافع بن جبیر، نافع ابن عطاء، نافع العمری، نعمان بن بشیر، ہمام بن الحارث، ہلال ابن سیاف، یحیی بن الجزار، یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب

،یحیی بن یعمر، یزید بن بابنوس، یزید بن الشخیر، یعلی بن عقبی، یوسف بن مالک، ابو امامۃ بن سہل، ابو بردہ بن ابی موسی، ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث، ابو الجوزاء الربعی، ابو حزیفہ الارلبی، ابو حفصۃ، مولی ابو زبیر المکی، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود، ابو عثمان الہندی، ابو عطیۃ، ابو ادعی، ابو ملیح الہندی، ابو موسی، ابو ہریرہ، ابو نوفل بن عقرب، ابو یونس، جسرۃ بنت دجاجۃ، حفصۃ بنت عبد الرحمن (عبد الرحمن بھائی کی بیٹی)، خیرہ حضرت حسن بصری کی والدہ، ذفرہ بنت غالب، زینب بنت ابی سلمۃ، زینب بنت نصر، زینب سھمیۃ، سمیۃ بصریۃ، شمیسۃ، عتکیہ، صفیہ بنت شیبہ، صفیۃ بنت ابی عبید، عائشہ بنت طلحہ، عمرہ بنت عبد الرحمن، مرجانۃ علقمہ بن ابی (علقمہ کی والدہ)، معاذۃ عدویہ، ام کلثوم تیمیہ[72]۔ اور اس کے علاوہ بہت سے شاگرد ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اصول استنباط

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بہت ذہین اور زیرک تھیں۔ آپؓ قانونی باریکیوں کو سمجھتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کے اصول استنباط درج ذیل تھے۔

قرآن سے استدلال

جب حضرت عائشہؓ کے پاس کوئی مسئلہ پیش آتا تو سب سے پہلے قرآن میں دیکھتیں مثلا "متعہ" کی حرمت کے لئے نص قرآنی سے استدلال کیا۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَالْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: تَحْرِيمُهَا وَنَسْخُهَا فِي الْقُرْآنِ[73]، وذَلِكَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حافِظُونَ إِلَّا عَلى أَزْواجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ ملُومِينَ﴾[74]

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نکاح متعہ کے حرام اور منسوخ ہونے کے قائل ہیں اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ اور وہ لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔اور اپنی بیویوں، باندیوں کے علاوہ کہیں اپنی حاجت پوری نہیں کرتے ان پر کچھ ملامت نہیں)۔

غرض اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں جن میں مختلف مسائل کے بارے میں حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا۔

حدیث سے استدلال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا اصول استنباط یہ ہے کہ جس مسئلہ کی دلیل قرآن مجید میں نہ ملے اسے حدیث میں تلاش کرتیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَاسُئِلَتْ عَنِ الرَّجُلِ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ فَقَالَتْ: قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا؟ وفِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ: فَاخْتَرْنَاهُ فَلَمْ يَعُدَّهُ طَلَاقًا[75].

ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا تو کیا

طلاق

واقع ہو جائے گی تو حضرت عائشہؓ نے واقعہ تخییر: ﴿یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا﴾ (اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواستگار ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح رخصت کر دوں) سورۃ الاحزاب آیت 28) سے دلیل لی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو تخییر دی تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کو ایک طلاق شمار کیا گیا۔

درج بالا روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا احادیث مبارکہ سے مسائل کا استنباط کرتی تھیں۔

قیاس

قرآن وسنت سے اگر کسی مسئلہ کا حل نہ ملتا تو عقلی قیاس سے فیصلہ فرماتیں مثلاً آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عموماً عورتیں مسجدوں میں آتی تھیں اور جماعت کی نمازوں میں شریک ہوتی تھیں۔ مردوں کے بعد بچوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی صفیں ہوتی تھیں۔ آپ ﷺ نے عام حکم دیا تھا کہ لوگ عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکیں ارشاد تھا " لَا تَمْنَعُوا إِمَآءَ اللهِ مَسَاجِدَ اللهِ"[76] خدا کی لونڈیوں کو خدا کی مسجد سے روکا نہ کرو

عہد نبوت کے بعد مختلف قوموں کے میل جول تمدن کی وسعت اور دولت کی فراوانی کے سبب سے عورتوں میں زیب وزینت اور رنگینی آچلی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر آج آنحضرت ﷺ زندہ ہوتے تو عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دیتے آپؓ کے الفاظ یہ ہے:

عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ[77].

(حضرت عمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے فرمایا عورتوں نے جو نئی باتیں پیدا کی ہیں۔ اگر آنحضرت ﷺ اس زمانے میں ہوتے اور دیکھتے تو جس طرح یہود کی عورتیں مسجد میں آنے سے روکی گئی ہیں یہ بھی روک دی جاتیں)۔

اس رائے پر گو اس وقت عمل نہ ہوا لیکن اس استنباط کا منشاء وہی قیاس عقلی ہے۔

اختلاف صحابہ کرامؓ میں حکم (فیصلہ کن) ہونا

دور خلفائے راشدین میں جب کبھی کسی مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کا اختلاف ہوتا تو اختلاف صحابہ کرامؓ میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا قول حکم (فیصلہ کن) ہوتا تھا جیسا کہ:

سُئِلَ أَيْضًا عَمَّا اخْتَلَفَ فِيهِ النَّاسُ مِنَ الْإِحْرَامِ لِتَقْلِيدِ الْهَدْيِ مِمَّنْ لَا يُرِيدُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ

فَقَالَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي نَأْخُذُ بِهِ فِي ذَلِكَ قَوْلُ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِهَدْيِهِ ثُمَّ أَقَامَ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ هَدْيُهُ(78).

(لوگوں میں اس مسئلہ پر اختلاف ہوا کہ حج میں قربانی کا جانور بھیجنے والے پر محرم کی طرح افعال حرام ہو جاتے ہیں خواہ وہ حج یا عمرہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اس اختلاف میں حضرت عائشہؓ کا یہ قول فیصلہ کن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے جانور بھیجے اور آپ ﷺ پر اللہ کی حلال کی ہوئی کوئی چیز حرام نہیں ہوئی یہاں تک کہ قربانی کے لئے بھیجے گئے جانور ذبح کر دیئے گئے)۔

مکتوب کے ذریعے مسائل پوچھنا

حضرت عائشہؓ سے لوگ بذریعہ خط و کتابت سوال پوچھتے تھے۔ اور حضرت عائشہؓ ان مکتوبات کے جواب لکھوا کے بھجوایا کرتی تھیں۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمنِ ؛ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ، حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ. وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيٍ. فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ. أَوْ مُرِي صَاحِبَ الْهَدْيِ.

قَالَتْ عَمْرَةُ، قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي. ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي. فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ، حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ(79).

(حضرت عمرہ بنت عبد الرحمن روایت کرتی ہیں کہ: زیاد بن ابی سفیان نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ کو خط لکھا (مسئلہ پوچھنے کے لئے) کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا ہے کہ حج میں قربانی کا جانور بھیجنے والے پر وہ تمام امور حرام ہو جاتے ہیں جو کہ محرم پر حرام ہوتے ہیں اور جانور کی قربانی تک وہ امور حرام رہتے ہیں۔ اس سال میں نے حج میں قربانی کے لئے ھدی (قربانی کا جانور) بھیجے ہیں میرے لئے اس میں کیا حکم ہے؟ حضرت عمرۃ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جیسا ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ویسا نہیں ہے کیونکہ میں قربانی کے جانوروں کے قلائد (پٹے) بٹتی تھی اور نبی کریم ﷺ نے قربانی کے جانور بھیجے اور آپ ﷺ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی جو آپ ﷺ پر عام حالات میں حلال ہوتی تھی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے بھیجے ہوئے جانوروں کی قربانی دے دی جاتی)۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ. فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا. هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ: "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا"[80].

(قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ سے استفتاء کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے اور پھر اس عورت نے کسی اور مرد سے نکاح کر لیا لیکن اسے رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی گئی تو کیا وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اس صورت میں پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اگر اس نے دوسرے شوہر کے ساتھ خلوت صحیحہ گزاری ہو)۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا منہج استنباط کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اور ان دونوں میں نص کی عدم موجودگی کی صورت میں اجتہاد اور عقلی استخراج پر مبنی تھا۔ اللہ نے آپؓ کو فقہی بصیرت اور ملکہ تامہ سے نوازا اور رسول اللہ ﷺ کی تربیت نے آپؓ کی صلاحیتوں کو ابھارا اور نکھارا تھا۔ صحابہ کرامؓ بھی آپؓ سے استفادہ کرتے تھے اور بوقت ضرورت خط و کتابت کے ذریعے فتوی حاصل کرتے تھے۔

نتائج تحقیق

اس مقالہ سے حسب ذیل نتائج ثابت ہوتے ہیں۔

1- اسلام تعلیم و تعلم کا حکم دیتا ہے۔ تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس میں علم ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہوتا ہے۔ اسلام میں علم کے حصول کو فرض عین اور فرض کفایہ کا درجہ دیا گیا ہے۔ علم کی اہمیت و فضیلت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (الزمر: ۹)

(آپ ﷺ کہہ دیں کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں)۔

2- ابتدائے اسلام کا دور تعلیم و تربیت کے حوالہ سے بہترین دور ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ و صحابیات کرامؓ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور خواتین کی تعلیم کیلئے اجتماعی مواقع کے ساتھ ساتھ انفرادی مواقع بھی فراہم کئے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ و صحابیات میں علم الدین (قرآن، حدیث، فقہ) کے بڑے علماء، عالمات بنے۔

3- ام المؤمنین حضرت عائشہؓ عظیم فقیہہ ہیں۔ آپؓ نے اسلامی ماحول میں پرورش پائی اللہ نے آپ کو زبردست قوت حافظہ عطا فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے آپ کی صلاحیتوں کو اپنی تربیت سے مزید نکھار دیا اور ام المؤمنین نے احکام شریعہ و حدیث کی ترویج و اشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔

4- نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد قریباً نصف صدی تک امہات المؤمنین نے خدمات سرانجام دیں۔ قرآن و سنت اور شریعہ احکام سیکھنے کیلئے لوگ امہات المؤمنینؓ کے پاس آتے۔ امہات المؤمنینؓ نے اپنی اپنی رہائش گاہوں پر درس و تدریس کا کام جاری رکھا۔

5- ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اکابر صحابہ فقہاء صحابہ کیطرح حدیث و فقہ، فتاوی، طب، انساب، اشعار کئی علوم میں مرجع تھیں۔ حضرت عائشہؓ اپنے حجرے میں ہوتیں اور لوگ ان سے اپنے مسائل دریافت کرتے جبکہ دور دراز کے شہروں سے خطوط کے ذریعہ مسائل پوچھے جاتے۔

6- حضرت عائشہؓ کی علمی حیثیت مسلم تھی، کبار صحابہؓ کو کوئی مشکل و پیچیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تو حضرت عائشہؓ سے دریافت کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کو علوم قرآن، فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب میں خصوصی مہارت حاصل تھیں۔

7- لوگوں کی کثیر تعداد نے حضرت عائشہؓ سے احکام، اداب سے متعلق قریباً ایک تہائی شرعی احکام نقل کئے ہیں۔

8- حضرت عائشہؓ نے قریباً نصف صدی علم کی خدمت کی اور آپؓ کے حلقہ درس سے کبار صحابہ کرامؓ صغار صحابہ کرامؓ تابعین و تابعیات نے استفادہ کیا۔

9- حضرت عائشہؓ دور خلفائے راشدین میں فتویٰ دیا کرتیں اور فتویٰ کا اجراء آپ کی اپنی وفات تک جاری رہا، حضرت عائشہؓ کا شمار مکثرین فتویٰ (کثرت سے فتویٰ دینے والے) میں ہوتا ہے۔ مکثرین فتویٰ صحابہ کرام کی تعداد سات ہے اور ان میں حضرت عائشہؓ بھی شامل ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی (م: ۱۳۹۶ھ) الأعلام، دار العلم ملائین، ۲۰۰۲ء، ۳/ ۲۴۰۔

۲۔ ابو نعیم الاصبہانی (۳۳۶ھ-۴۳۰ھ = ۹۴۸ء-۱۰۳۸ء) احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی، مؤرخ ،حافظ و ثقہ راوی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء اور معرفۃ الصحابہ جیسی کتب شامل ہیں۔

۳۔ اصبہانی، احمد بن عبداللہ بن احمد ابو نعیم (م: ۴۳۰ ھ) حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، دار الکتب العربی بیروت، ط: الرابع ۱۴۰۵ھ، ۱۳۵/۲۔

۴۔ ذھبی شمس الدین (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ = ۱۲۷۵ء- ۱۳۴۷ء) محمد بن احمد بن عثمان ابو عبداللہ لقب شمس الدین ہے۔ آپ امام، محدث، مؤرخ اسلام، طلب حدیث میں سفر کیا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد سو کے قریب ہے۔ جن میں تاریخ الاسلام، سیرأعلام النبلاء، طبقات الحفاظ، طبقات القراء، العبر في خبر من غبر، إثبات الشفاعة، المعین في طبقات المحدثین، تاریخ الإسلام وغیرہ شامل ہیں۔

۵۔ ذھبی، محمد بن احمد بن عثمان ابو عبداللہ، (م: ۷۴۸ھ) سیرأعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، ط: 3، ۱۴۰۵ھ-۱۹۸ء، ۱۳۵/۲۔

۶۔ عسقلانی، احمد بن علی ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصابۃ، دار الجیل، بیروت، ط: 1، ۱۴۱۲ھ، ۸/ ۱۶۔

۷۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی، داراحیاء التراث العربی، بیروت، س-ن، کتاب التفسیر، باب سورۃ المؤمنون، حدیث ۳۱۷۵۔

۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ وقدو مھا المدینہ وبنائہ بھا، حدیث: ۳۶۸۲، قشیری، مسلم بن الحجاج (م: 261ھ) صحیح مسلم، دارالجیل، بیروت، کتاب فضائل صحابہ، باب فی فضل عائشہ، حدیث: ۶۴۳۶۔

۹۔ ترمذی، سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث: ۳۸۸۰۔

۱۰۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تزوج الاب البکر الصغیرۃ، حدیث: ۳۵۴۶۔

۱۱۔ ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب الصداق، حدیث: ۲۱۰۷۔

۱۲۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ، باب تزویج النبی عائشہ وقدومھاالمدینہ، حدیث: ۳۶۸۲، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب جواز ترویج الأب البکر، حدیث: ۳۵۴۴۔

۱۳۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ، باب تزویج النبی عائشہ وقدومھا المدینہ، حدیث ۳۶۸۲، صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب جواز تزویج الأب البکر، حدیث: ۳۵۴۴۔

۱۴۔ ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت، ۱۹۶۸ء، 238/1، ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمر (م ۷۷۴ھ) البدایہ والنہایہ، دار الھجرۃ والطباعۃ، ۱۴۱۸ھ، باب ھجرۃ رسول اللہ بنفسہ الکریمہ من مکہ الی المدینہ، ۴۴۳/۴۔

۱۵۔ ہیثمی، علی بن ابی بکر بن سلیمان (م۸۰۷ھ)، مجمع الزوائدو منبع الفوائد، دارالفکر، بیروت، ۱۷۱/۹۔

۱۶۔ صحیح بخاری ،کتاب الأدب ،باب الانبساط إلی الناس، حدیث: ۵۷۷۹، صحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابة، باب فضائل عائشه ام المؤمنین، حدیث: ۶۴۴۰۔

۱۷۔ ذھبی، سیرأعلام النبلاء، ۳ /۱۳۱۔

۱۸۔ صحیح بخاری ،کتاب العیدین، باب اذا فاته العبد یصلی رکعتین وکذلك النساء ومن کان فی الدبوت، حدیث: ۹۴۴، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ العیدین، باب الرحضة فی اللعب، حدیث: ۲۱۰۱۔

۱۹۔ سیدہ ام عمارہ نسیبہ بنت کعب بن عمرو الانصاریہ ،الفاضلہ، مجاہدہ، جلیل القدر صحابیہ رسول ﷺ۔

۲۰۔ تقی الدین ،عبد الغنی بن عبدالواحد (م۶۰۰ھ) من مناقب النساءالصحابیات ،دار البشائر، ط:۱، ۱۹۹۴ء، ۱ /۵۴۔

۲۱۔ انس بن مالک(۱۰ق ھ-۹۳ھ) انس بن مالک بن النفر بن ضمضم صحابی رسول ﷺ اور خادم رسول ﷺ ہیں۔الأعلام، ۲۵/۲۔

۲۲۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب إذهمّت طائفتان منکم، حدیث: ۳۸۳۷، صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوۃ النساء مع الرجال ،حدیث:۴۷۸۲، تمیمی ،احمد بن علی، مسند ابی یعلی، دار المامون التراث، دمشق، ۱۴۰۴ھ، باب عبدالعزیز بن صهیب عن انس بن مالك، حدیث: ۳۹۲۱، ۷ /۲۴۔

۲۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ،الجزء مغازی (غزوۂ مریسیع)، ۲ /۲۸۱۔

۲۴۔ عبداللہ بن ابی مدینہ میں یہودیوں کا سردار تھا۔ ہجرت نبوی کے بعد بظاہر مسلمان ہوا لیکن مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا تھا اسی وجہ سے رئیس المنافقین کے لقب سے مشہور ہوا۔

۲۵۔ نسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود ابی البرکات ، مدارک التنزیل و حقائق التاویل، مکتبہ العلم پاکستان، س ن، ۷۵۴/۲۔

۲۶۔ سورۃالنور، ۲۴ : ۲۴ — ۱۱ ۔

۲۷۔ نسفی، عبداللہ بن احمد (۷۱۰ھ)، مدارک التنزیل و حقائق التاویل، دار العلم الطیب ،بیروت، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء، ۴۹۱/۲۔

۲۸۔ شافعی، ابو محمد بن عبدالرحمٰن (م: 615ھ) مرشد الزوار إلی قبور الأبرار، دارالمصریہ اللبنانیہ، قاہرہ، ۱۴۱۵ھ، ۳۸۸/۱، المحبوب، یاسین الخلیفہ الطیب، اجلاء الحقیقة فی سیرۃ عائشه الصدیقه، مؤسسته الدر السنته، سعودی عرب، ۱۴۳۲ھ- ۲۰۱۱ء، باب المبحث الخامس منزلتها عنه ۳۹/۱، صقر شماتة محمد، أمنا عائشه حبیبته صلی الله علیه و سلّم نبنا، دار الخلفاء الراشدین، مصر، ۳۸/۱۔

۲۹۔ قرطبی (۶۰۰ھ-۶۷۱ھ) ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر جید عالم ہیں اور ان کی تفسیر الجامع الأحکام القرآن الکریم میں بہت سے مسائل بیان کئے ہیں اور ان پر تفصیلی بحث کی ہے۔

۳۰۔ قرطبی، محمد بن احمد الانصاری ابو عبداللہ، الجامع الاحکام القرآن، لبنان، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ -۱۹۸۵ء، ۲۱۲/۱۲ ۔

۳۱۔ صحیح بخاری، کتاب التیمم، حدیث: ۳۲۷۔

۳۲۔ سورۃ المائدۃ، ۶ : ۶ - ۵ ۔

۳۳۔ صحیح بخاری ، کتاب الفضائل ،باب فضل عائشۃ، حدیث: ۳۵۵۷، صحیح مسلم، کتاب الفضائل ،باب فضل عائشۃ ، حدیث: ۶۴۵۴، ۱۰۹/۵، ترمذی ،سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، حدیث: ۳۸۸۱، ابو داؤد ، سنن ابی داؤد ، باب فی الرجل یقول فلان یقرئك السلام، حدیث: ۵۳۴ ۔

۳۴۔ صحیح بخاری ، کتاب الفضائل ،باب فضل عائشۃ، حدیث۳۵۵۸، ج ۳، ص ۱۳۷۴، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃؓ ، باب فضل عائشۃؓ ، حدیث: ۶۴۵۲، ترمذی، سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، حدیث: ۳۸۸۷۔

۳۵۔ صحیح بخاری، کتاب الفضائل ،باب فضل عائشۃ، حدیث: ۳۵۶۴، ترمذی، سنن الترمذی ، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، حدیث: ۳۸۷۹ ۔

۳۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۶۲/۸ ۔

۳۷۔ ذھبی، سیرأعلام النبلاء، ۲۶۱/۳۔

۳۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۲۸۲/۸، ۲۸۳ ۔

۳۹۔ ذھبی، سیرأعلام النبلاء، ۱۸۳/۲، اصبہانی، احمد بن عبداللہ بن احمد (م ۴۳۰ھ)، حلیتہ الأولیاءوطبقات الأصفیاء، ۴۹/۲، ہیثمی، علی بن ابی بکر بن سلیمان (م ۸۰۷ھ)، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، مکتبہ القدوسی، القاہرہ، ۱۹۹۴ء، ۴۹/۹ ۔

۴۰۔ امام زہری (۵۸ھ — ۱۲۴ھ) محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری مدینہ کے فقیہ ،تابعی اور حفاظ میں شامل ہیں۔

۴۱۔ حاکم، محمد بن عبداللہ بن محمد (م ۴۰۵ھ) المستدرك علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء ، حدیث: 6734، 12/4، ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان (۷۴۸ھ) تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والأعلام، عہد معاویہ، ص ۲۴۷، ہیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ۲۴۳/۹۔

۴۲۔ ترمذی، سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل عائشۃ، حدیث: ۳۸۷۹۔

۴۳۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب فسوف یحاسب حساباً یسیرا، حدیث: ۴۶۵۵، ۶۱۷۲۔

۴۴۔ سورۃ الانشقاق، ۸۴: ۷، ۸ ۔

۴۵۔ سورۃ المؤمنون، ۲۳: ۶۰۔

۴۶۔ ابن کثیر، عماد الدین، ابولفداء، تفسیر ابن کثیر، ۱۸ /۳۳۸ ۔

۴۷۔ ترمذی، سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب من أحب لقاءاللہ أحب لقائہ، حدیث: ۱۰۶۷۔

۴۸۔ سورۃ الاحزاب، ۳۳ : ۲۸۔

۴۹۔ ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ۲۶۷/۲۱ ۔

۵۰۔ طبرانی، سلیمان بن احمد(۲۶۰ھ – ۳۶۰ھ)، المعجم الکبیر ،مکتبة العلوم والحکم الموصل ،۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء، حدیث۲۹۹، ۱۸۴/۲۳، حاکم، المستدرک علی الصحیین، حدیث: ۶۷۳۴، ۱۲/۴

۵۱ ۔ مسروق بن الاجدع (۰۰۰- ۶۳ھ) تابعی، ثقہ یمنی تھے اور حضرت ابو بکرؓ کے دور میں مدینہ آئے۔

۵۲ ۔ طبرانی، حدیث: ۲۹۱، ۲۳ /۱۸۲، حاکم، المستدرك على الصحيين، حدیث: ۶۷۳۶، ۱۲/۴۔

۵۳۔ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ (۲۰ق ھ- ۶۰ھ) کاتب وحی، صحابی رسول ﷺ، ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کے بھائی، شام کے امیر رہے اور کافی عرصہ حکومت کی۔

۵۴ ۔ حاکم، المستدرك على الصحيين، حدیث: ۶۷۳۵، ۱۲/۴۔

۵۵۔ عطا بن ابی رباح، شیخ الاسلام مفتی حرم، مکہ میں پرورش پائی اور امہات المؤمنین سے آحادیث روایت کی ہیں۔

۵۶۔ حاکم، المستدرك على الصحيين، حدیث: ۶۷۴۸، ج ۱۵/۴۔

۵۷ ۔ عائشہ بنت طلحہ (۰۰۰- ۱۰۱ھ = ۰۰۰ -۷۱۹ء) عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ آپ قبیلہ تمیم بن مرہ سے ہیں۔ادیبہ، عالمہ اور فصیحہ تھیں، ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق کی بیٹی اور حضرت عائشہؓ کی بھانجی تھیں۔

۵۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، الأدب المفرد، دار البشائر الاسلامیة، بیروت، ۱۹۸۹ء، باب الکتابة الی انساء وجواهن، ۳۸۲/۱ ۔

۵۹۔ قاسم بن محمد محدث امہات المؤمنین سے احادیث روایت کی ہیں۔

۶۰ ۔ عکری، عبدالحیٰ بن احمد بن ابن عماد (۱۰۳۲ھ/۱۰۸۹ھ = ۱۶۲۳ء/۱۶۷۹ء) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب، دارالکثیر، بیروت، ۱۴۰۵ھ، باب سنته سبع وخمسین، ۲۶۱/۱۔

۶۱ ۔ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) احمد بن علی، ابوالفضل، تهذیب التهذیب، مطبعة دائرة المعارف النظامية الهند، حدیث: ۱۳۲۶، ۴۳۳/۱۲۔

۶۲۔ ایضاً۔

۶۳۔ زرکشی، ابو عبد اللہ، بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن بہادر (م۷۹۴ھ)، الإجابة لما استدرکت عائشة على الصحابة، مکتبة الخانجي، القاهرة، ط۱، ۱۴۲۱ ھ/۲۰۰۱، ۳۹/۱۔

۶۴ ۔ ابن حزم، علی بن احمد، ابو محمد علی بن احمد (م۴۵۶ھ) الإحکام فی أصول الأحکام، دار الآفاق الجديدة، بیروت، ۹۲/۵ ۔

۶۵ ۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۳۷۵/۲۔

۶۶۔ ایضاً۔

۶۷۔ قبیصہ بن ذوئیب (اھ – ۸۶ھ = ۶۲۲ء- ۷۰۵ء) قبیصہ بن ذوئیب خزاعی: فقیہ صحابی ہیں۔آپ نے عبدالملک بن مروان کے دور میں دمشق میں وفات پائی۔

۶۸۔ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تذکرة الحفاظ، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۹ھ، ۲۵/۱، ابن سعد، الطبقات الکبری، ۳۷۴/۲۔

۶۹۔ بلاذری، احمد بن یحیٰ (م۲۷۹ھ) جمل من انساب الاشراف، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء، ۴۱۶/۱۔

۷۰۔ ابن القیم، محمد بن ابو بکر ایوب بن سعد، اعلام المؤقعین عن رب العالمین، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء بیروت، ۱/۱۷۔

۷۱۔ عینی، محمود بن احمد بن موسیٰ، ابو محمد (م ۸۵۵ھ)، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت، باب قول اللہ تعالیٰ، ۱/۳۸۔

۷۲۔ ذہبی، سیرأعلام النبلاء، باب عائشه بنت الصدیق اکبر التمیمیه، ۳ /۱۸ا۔

۷۳۔ قرطبی، محمد بن احمد (م ۶۷۱ھ)، الجامع الأحکام القرآن، دارالکتب المصرية، القاہرہ، ۱۳۸۴ھ، ۱/۱۳۰۔

۷۴۔ سورة المؤمنین، ۲۳: ۵، ۶۔

۷۵۔ جصاص، الرازی، احمد بن علی ابو بکر، أحکام القرآن، دارالکتب العلمية، بیروت، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، ۳/۴۶۸۔

۷۶۔ صحیح البخاري، ،کتاب الصلاة،باب هل على من لم يشهد،حديث: ۸۰۵۔

۷۷۔ صحیح البخاري،کتاب الصلاة، باب انتظار الناس قيام الامام العالم،حديث: ۸۳۱ ۔

۷۸۔ مالک بن انس (93ھ-179ھ)، المؤطا، مؤسسةزائدسلطان آل نهيان، كتاب الحج، باب سئل مالك عمن خرج يهدى لنفسه فاشعره قلده بذى، حديث: ۱۲۳۴، ۳/۴۹۵۔

۷۹۔ ایضاً، باب مالا يوجب الاحرام من تقليد الهدي، حديث: ۱۲۲۹، ۳/۴۹۲۔

۸۰۔ ایضاً، باب نکاح المحلل وما أشبه، حديث: ۱۹۴۳، ۳/۷۶۔